حج کی فرضیت وفضیلت

مولانا محمد الیاس صاحب جامعی
استاذ تفسیر جامعہ نورالہدیٰ نیلور ورکن ریاستی حج کمیٹی آندھراپردیش

اسلام کے ارکانوں میں سے پانچوں اور آخری رکن حجِ بیت اللہ ہے، تمام مسلمان جانتے ہیں، کہ اسلام کے پانچ ارکان ہیں۔

(۱) ''لا اله الا الله ۔محمد رسول اللہ'' کی گواہی دینا یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول اور نبی برحق ہیں۔ (۲) پانچ وقت کی نماز قائم کرنا۔ (۳) مال داروں کے لئے جو صاحبِ نصاب ہوں، اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرنا۔ (۴) رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (۵) اور پانچواں رکن ہے حج بیت اللہ، یعنی بیت اللہ کا حج کرنا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ یَاَیُّهَاالنَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَیْکُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا فَقَالَ رَجُلٌ اَکُلَّ عَامٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَسَکَتَ حَتّٰی قَالَهَاثَلٰثاً فَقَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ ذَرُوْنِیْ مَا تَرَکْتُکُمْ فَاِنَّمَا هَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ بِکَثْرَةِ سُوَالِهِمْ وَاِخْتِلَافِهِمْ عَلٰی اَنْبِیَائِهِمْ فَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْئٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَااسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَیْتُکُمْ عَنْ شَیْئٍ فَدَعُوْهُ۔رواه المسلم (معارف الحديث ج/٤ ص/١٨٩)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا اور اس میں فرمایا۔ اے لوگوں! تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے، لہٰذا اس کو ادا کرنے کی فکر کرو، ایک شخص نے عرض کیا کہ، یارسول اللہ ﷺ کیا ہر سال حج کرنا ہم پر فرض ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں سکوت فرمایا اور کوئی جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ اس شخص نے تین مرتبہ اپنا سوال دوہرایا، تو آپ ﷺ نے (ناگواری کے ساتھ) فرمایا کہ، اگر میں تمھارے اس سوال کے جواب میں کہہ دیتا کہ ہاں ہر سال حج کرنا فرض کیا گیا ہے، تو اسی طرح فرض ہو جاتا، اور تم ادا نہیں کر سکتے، اس کے بعد آپ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ، کسی معاملہ میں جب تک میں خود تم کو کوئی حکم نہ دوں تم مجھ سے حکم لینے (اور سوال کر کر کے اپنی پابندیوں میں اضافہ کرنے) کی کوشش نہ کرو، تم سے پہلی امتوں کے لوگ اسی لئے تباہ ہوگئے کہ وہ اپنے نبیوں سے سوال بہت کرتے تھے، اور پھر ان کے احکام کی خلاف ورزی کرتے تھے، لہٰذا (میری ہدایت تم کو یہ ہے کہ) جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دوں تو جہاں تک تم سے ہو سکے اس کی تعمیل کرو اور جب تم کو کسی چیز سے منع کروں تو اس کو چھوڑ دو۔ (صحيح مسلم شريف ـمعارف الحديث جلد ٤ صفه ١٩٠)

مطلب یہ ہے کہ میری لائی ہوئی شریعت کا مزاج سختی اور تنگی کا نہیں بلکہ سہولت اور وسعت کا ہے، جس حد تک تم سے تعمیل ہو سکے اس کیکوشش کرو، بشری کمزوریوں کی وجہ سے جو کمی کسر رہ جائے گی، اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم سے اس کی معافی کی امید ہے۔

اس پاک گھر میں جمالِ خداوندی کی کوئی خاص تجلّی ہے جس کی وجہ سے ادائے حج کے لئے اسے مخصوص کیا گیا ہے، اور حج ایک ایسی عبادت ہے، جس کی ہرادا محبوبِ برحق کے عشق ومحبت کے جذبہ کا اظہار کرتی ہے، پس ضروری ہے کہ جسے اس کی محبت کا دعویٰ ہو اور مالی اور بدنی حیثیت سے بیتُ اللہ شریف تک پہنچے کی قدرت رکھتا ہو کم ازکم عمر بھر میں ایک بار در بار محبوب میں حاضری دے، اور دیوانہ وار وہاں کا چکّر لگائے۔

لہٰذا ہراس شخص پر حج فرض ہوجاتا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے اتنی دولت عطاء فرمائی کہ جس سے وہ اپنے وطن سے مکّہ مکرمہ جانے آنے تک اور وہاں کے اخراجات پر قادر ہو، اور واپس آنے تک اہل وعیال اور بیوی بچوں کے مصارف بھی بآسانی برداشت کرسکتا ہو، اور راستہ سارا پرامن ہو ،مثلاً حکومت کی طرف سے سفر کی منظوری کا ویزا اور سواری اور ٹکٹ کی فراہمی اور دشمن وغیرہ کے خطرات سے مامون ہونا وغیرہ، ان تمام سہولیات کے ساتھ عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ حج فرض ہوتا ہے۔

حج کی فرضیت اور وجوب کے لئے مالکِ نصاب اور مقدارِنصاب مال کا ہونا لازم نہیں، بلکہ اتنا مال ہونا لازم ہوتا ہے، کہ جس سے حج کا خرچ پورا ہوتا ہو، اور اس درمیان میں اہل وعیال کے خرچ کا انتظام ہو، چاہے وہ صرفہ مقدارِنصاب سے زائد ہو یا اس سے کم ہو یا مقدارِنصاب کے برابر۔

حضرت ابوبکرؓ سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ حج کی مختلف قسموں میں سے کونسا حج زیادہ افضل اور فضیلت والا ہے جس میں بلند آواز کے ساتھ کثرت سے تلبیہ ہو، اور جس حج میں قربانی کا خون خوب بہتا ہو۔

اَلْعَجُّ :۔ کے معنی بلند آواز سے کثرت سے تلبیہ پڑھنے کے ہیں، اَلثَّجُّ :۔ کے معنے قربانی میں جانور کا خون بہانے کے ہیں، اور وہ بدنہ کی قربانی کے لئے زیادہ استعمال ہوتا ہے۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے، کہ حجِ قِران اور حجِ تمتع میں قربانی ہوتی ہے، اور حجِ اِفراد میں قربانی نہیں ہوتی، اس لئے افراد کے مقابلہ میں قران اور تمتع زیادہ افضل ہوں گے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حج اور عمرہ پے درپے کرتے رہو، یعنی جب حج کرو تو ساتھ میں عمرہ بھی کرلیا کرو، (حج قران وحج تمتع کیا کرو) اس لئے کہ حج وعمرہ دونوں گناہوں اور محتاجگی وفقیری کو اس طرح دور کرتے ہیں، جس طرح بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی کے میل کو دور کر کے صاف کر دیتی ہے، اور حج مبرور (حج مقبول جو معصیت سے پاک ہوتا) کا ثواب اور بدلہ جنت کا اعلیٰ مقام ہی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں، کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل سب سے بہتر اور افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اور اس

کے رسول ﷺ پر ایمان لانا سب سے افضل عمل ہے، آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ پھر اس کے بعد کونسا عمل افضل اور بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اللہ کے راستہ میں جہاد کے لئے نکلنا سب سے افضل عمل ہے، آپ ﷺ سے پوچھا گیا اس کے بعد کونسا عمل افضل ترین ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا حج سب سے افضل ترین عمل ہے جو ہر برائی سے پاک ہو اور مقبول ہو۔(بخاری شریف ۲۰۶/۱ حدیث ۱۴۹۷)۔

حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں کہ سید الکونین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ سفرِ حج میں خرچ کرنا اتنے بڑے اجر وثواب کا باعث ہے، کہ جتنا جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرنے کا ہوتا ہے، ایک روپیہ خرچ کرنیکا اجر سات سو ۷۰۰ روپے خرچ کرنے کے برابر ملتا ہے۔

بعض روایات میں ایک روپیہ خرچ کرنے سے ایک لاکھ روپے خرچ کرنے کے برابر اجر وثواب کی فضیلت آئی ہے، جو حاشیہ میں درج ہے، لہٰذا فضول خرچی سے بچ کر فراخدلی سے سفرِ حج میں خرچ کرنا چاہئے بعض لوگ ضروری اور اہم خرچ سے بھی گریز کرتے ہیں، اور وطن لانے کے لئے غیر ضروری اشیاء خوب خریدتے ہیں، حالانکہ حرمین شریفین کے قیام کے زمانہ میں کھانے پینے میں خرچ کرنے میں اور منیٰ، عرفات، مزدلفہ کی آمد ورفت وغیرہ میں فراخ دلی سے ایک ایک ریال خرچ کرنے کے بدلہ میں ایک ایک لاکھ ریال اللہ کے راستے میں صدقہ کرنے کے برابر اجر وثواب کا باعث ہے، دونوں ہاتھ گھی میں ہیں، خوب کھایا پیا، پھر آخرت کے لئے خود بخود بے شمار جمع بھی ہوگئے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ حَجَّ مِنْ مَّكَّةٍ مَا شِياً حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى مَكَّةٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ خَطْوَةٍ سَبْعَ مِأَةٍ حَسَنَةٍ مِثْلَ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ قِيْلَ وَمَا حَسَنَاتُ الْحَرَمِ قَالَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ مِأَةُ اَلْفِ حَسَنَة ۔(المستدرك للحاكم جديد ۶۴۸/۲)۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص مکۃ المکرّمہ سے عرفات تک پیدل چل کر حج کرتا ہے، اور پیدل ہی مکۃ المکرّمہ واپس آتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے واسطے ہر قدم کے بدلہ میں حرم مقدس کی نیکیوں کی طرح سات سو نیکیاں لکھ دیتے ہیں، پوچھا گیا کہ حرم مقدس کی نیکیاں کس حساب سے ہوتی ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ حرم مقدس کی ہر ایک نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہوتی ہے، لہٰذا ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں ہوگئی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اپنی اولاد کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ اے میرے لڑکو! تم مکۃ المکرّمہ سے عرفات کو حج کرنے کے لئے پیدل جایا کرو، اس لئے میں رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے، کہ بیشک سواری پر چلنے والے حاجی کو اس کی سواری کے ہر قدم پر ستر ۷۰ نیکیاں دی جاتی ہیں، اور عرفات تک پیدل چل کر حج کرنے والے حاجی کو اس کے ہر ہر قدم پر سات سو نیکیاں دی جاتی ہے۔

مکۃ المکرّمہ سے عرفات تک پیدل جانے اور پیدل واپس آنے سے ہر ہر قدم پر سواری کے مقابلہ میں ٦٣٠ نیکیاں زیادہ ملتی ہیں، اور خاص طور پر عرفات سے واپس آتے وقت سواری کے مقابلہ میں پیدل آنا زیادہ آسان بھی ہے، اور ثواب بھی زیادہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَجَّ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ كَیَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ

(متفق علیه　معارف الحدیث ج ٤ ص ١٩٤)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی نے حج کیا اور اس میں نہ تو کسی شہوانی اور فحش بات کا ارتکاب کیا ، اور نہ اللہ کی کوئی نافرمانی کی تو وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو کر واپس ہوگا، جیسا کہ اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔

قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے۔﴿ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِیْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ ﴾ اس آیت میں حج کرنے والوں کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ خاص کر زمانۂ حج میں وہ شہوت کی باتوں اور اللہ کی نافرمانی والے سارے کاموں اور آپس کی جھگڑے بازی سے بچیں، حضرت ابو ہریرہؓ کی اس حدیث میں اس ہدایت پر عمل کرنے والوں کو بشارت سنائی گئی ہے اور فرمایا گیا ہے، کہ جو شخص حج کرے اور ایام حج میں نہ تو شہوت کی باتیں کرے، اور نہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی کوئی ایسی حرکت کرے، جو فسق کی حد میں آتی ہو، تو حج کی برکت سے اس کے سارے گناہ معاف کردیئے جائیں گے، اور وہ گناہوں سے بالکل ایسا پاک وصاف ہو کر واپس ہوتا ہے، جیسا کہ وہ اپنی پیدائش کے دن بے گناہ تھا۔

بیت اللہ کے فضائل

حضرت عباسؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ جل شانہٗ کی ایک سو بیس (١٢٠) رحمتیں روزانہ اس گھر (یعنی بیت اللہ شریف) پر نازل ہوتی ہیں، جن میں سے ساٹھ (٦٠) رحمتیں طواف کرنے والوں پر، چالیس (٤٠) رحمتیں وہاں نماز پڑھنے والوں پر، اور بیس (٢٠) رحمتیں بیت اللہ شریف کو دیکھنے والوں پر ہوتی ہیں، (بیہقی)۔

بیت اللہ شریف کو دیکھنا بھی عبادت ہے، اور باعثِ رحمت ہے، چنانچہ بہت سے صحابہ کرام ؓ اور تابعینؒ سے اس کے فضائل منقول ہیں۔(١) حضرت سعید بن المسیبؒ تابعی فرماتے ہیں، کہ جو شخص ایمان وتصدیق کے ساتھ کعبہ کو دیکھے وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوجاتا ہے جیسے آج ہی پیدا ہوا۔(٢)　حضرت ابو السائب مدنیؒ کہتے ہیں کہ جو شخص ایمان وتصدیق کے ساتھ کعبۃ اللہ کو دیکھے اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں، جیسے پتے درخت سے جھڑتے ہیں، اور جو شخص مسجد حرام میں بیٹھ کر بیت اللہ کو صرف دیکھتا رہے، چاہے طواف کرے یا نہ کرے نفلیں پڑھے یا نہ پڑھے وہ افضل ہے، اس شخص سے جو اپنے گھر میں نفلیں پڑھتا ہو، اور بیت اللہ کو نہ دیکھتا ہو۔

حج فرض ہونے کے باوجود حج کو نہ جانا

مولانا محمد الیاس صاحب جامعی
استاذ تفسیر جامعہ نورالہدیٰ نیلور و رکن ریاستی حج کمیٹی آندھراپردیش

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ مَّلَکَ زَادًا وَّرَاحِلَۃً تَبْلُغُہٗ اِلٰی بَیْتِ اللّٰہِ وَلَمْ یَحُجَّ فَلَا عَلَیْہِ اَنْ یَّمُوْتَ یَھُوْدِیاً اَوْ نَصْرَانِیاً وَذٰلِکَ اَنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یَقُوْلُ ﴿ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلاً ﴾۔(رواہ البخاری)

حضرت علیؓ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس کے پاس سفرِ حج کا ضروری سامان ہو اور اس کو سواری میسر ہو جو بیت اللہ تک اس کو پہونچا سکے، اور پھر وہ حج نہ کرے، تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر، اور یہ اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے، ﴿وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلاً﴾ ''اللہ تعالیٰ کے لئے بیت اللہ کا حج فرض ہے، ان لوگوں پر جو اس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں''۔

اس حدیث میں ان لوگوں کے لئے بڑی سخت وعید ہے جو حج کرنے کی استطاعت رکھنے کے باوجود حج نہ کرے، فرمایا گیا ہے کہ ان کا اس حال میں مرنا اور یہودی یا نصرانی ہو کر مرنا دونوں برابر ہے، (معاذ اللہ) یہ اسی طرح وعید ہے جس طرح نماز کو چھوڑ کو کفر وشرک کے قریب کہا گیا ہے ،اَقِیْمُوْا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (سورۃ الروم ع ۵)۔اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز کو چھوڑنے والا عمل مشرکوں والا عمل ہے۔

حج فرض ہونے کے باوجود حج نہ کرنے والوں کو مشرکین کے بجائے یہود ونصاریٰ سے تشبیہ دینے کا راز یہ ہے کہ حج نہ کرنا یہود ونصاریٰ کی خصوصیت تھی، کیونکہ مشرکین عرب حج کیا کرتے تھے، لیکن نماز نہیں پڑھتے تھے، اس لئے نماز کا چھوڑنا مشرکوں والا عمل بتلایا گیا، اور حج نہ کرنا یہود ونصاریٰ والا عمل کہا گیا۔

حج کو چھوڑنے والا گویا یہودی یا نصرانی ہو جاتا ہے، وہ ملتِ اسلامیہ سے آزاد ہے، اور یہودی اور نصرانی ہو کر مرنے کا سخت خطرہ ہے، اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ اللہ کے لئے لوگوں پر حج فرض ہے، جو شخص اس تک رسائی کے لئے امن کے ساتھ زادِراہ اور سواری پر قادر ہو۔ اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ آگے فرماتے ہیں، وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۔جس کا مطلب یہ ہے، کہ اس حکم کے بعد جو کوئی کافرانہ رویہ اختیار کرے یعنی باوجود استطاعت کے حج کو نہ جائے تو اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں ہے، وہ ساری دنیا اور ساری کائنات سے بے نیاز ہے۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے نافرمان لوگ جو بھی عمل کرے اور جس حال میں بھی مرے اللہ تبارک وتعالیٰ کو ان لوگوں کی اور ان کی انجام کی کوئی پرواہ نہیں ہے، اور یہ ایک مسلمان اور مومن کے لئے بہت بڑی وعید ہے۔(معارف الحدیث)۔

آیت مذکورہ میں حج نہ کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ نے جس بیزاری کا اظہار فرمایا ہے اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہ ارشاد ہلا دینے والا ہے، جو تفسیر درمنثور میں ہے:

حضرت عبداللہ عمرؓ کا ارشاد ہے: ''جو شخص تندرست ہو اور پیسہ والا ہو کر حج کے لئے جانے کی اس میں استطاعت ہو اور پھر وہ بغیر حج کئے مر جائے، تو قیامت کے دن اس کی پیشانی پر'' کافر'' کا لفظ لکھا ہوا ہوگا، اس کے بعد انہوں نے یہی آیت ﴿وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ تلاوت فرمائی العیاذ باللہ۔ ایک روایت میں: حضرت عمرؓ سے منقول ہے کہ جو شخص حج کی استطاعت رکھتا ہو اور حج نہ کرے (اور بغیر حج کئے مر جائے) تو قسم کھا کر کہہ دو کہ وہ عیسائی ہو کر مرا ہے، یا یہودی ہو کر مرا ہے، حج کی استطاعت کے باوجود حج کئے بغیر مرنے والے کے بارے میں خلیفۂ ثانی حضرت عمرؓ کا مذکورہ ارشاد ممکن ہے کہ ان کی یہی تحقیق ہو، ورنہ حضراتِ علماء کرام رحمہم اللہ کے نزدیک حج نہ کرنے سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا بلکہ انکار کرنے سے کافر ہوتا ہے۔ بہر حال حج کی استطاعت رکھتے ہوئے حج نہ کرنا کافرانہ طرزِ عمل ہے، جو سخت گناہ ہے جس سے توبہ واجب ہے، اور حج فرض ادا کرنے کی فکر کرنا لازم ہے۔

بیت اللہ کی تعمیر

بیت اللہ شریف کی تعمیر کے بارے میں محدثین اور مفسرین نے بہت سے اقوال نقل کئے ہیں، سب کو جمع کر کے دیکھا جائے تو دس مرتبہ بیت اللہ شریف کی تعمیری تاریخ ہمارے سامنے آتی ہے، اور دس مرتبہ کی تفصیل حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ نے مؤطا مالکؒ کی شرح اَوْجز المسالک میں نقل فرمایا ہے۔

(۱) آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے ملائکہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کعبۃ اللہ کی تعمیر فرمائی تھی۔ (۲) حضرت آدم علیہ السلام کی تعمیر۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا میں آنے کے بعد سب سے پہلے کعبۃ اللہ کی تعمیر فرمائی اور اس کا طواف فرمایا۔ (۳) حضرت شیث علیہ السلام کی تعمیر۔ (۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر۔ طوفانِ نوح کے بعد کعبۃ اللہ کے آثار کا بھی پتہ نہیں تھا، اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کے بنیادی آثار اور نشانات بتلا دیئے گئے انہیں نشانات کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ساتھ لیکر بیت اللہ شریف کی تعمیر فرمائی جس کا ذکر قرآن کریم میں بہت شاندار انداز سے کیا گیا۔ (۵) قومِ عمالقہ کی تعمیر۔ (۶) قومِ جرہم کی تعمیر۔ حضرت امام بیہقیؒ نے شعب الایمان ۳/۴۳۷ حدیث ۳۹۹۱ میں اس بارے میں ایک لمبی حدیث شریف نقل فرمائی ہے۔ (۷) حضور ﷺ کے جدِ امجد قصی کلاب کی تعمیر۔ (۸) حضور ﷺ کی ۳۳ سال کی عمر میں قریش بیت اللہ کی تعمیر جس میں حضرت سید الکونین محمد ﷺ بھی شریک تھے، اور حجرِ اسود کو اپنی جگہ رکھنے کا شرف بھی درحقیقت آپ ہی کو حاصل ہوا تھا۔ (۹) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی تعمیر اللہ کے نبی کی منشاء کے مطابق۔ (۱۰) اور حجاج بن یوسف کی تعمیر جس نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی تعمیر کو منہدم کر کے از سرِ نو بیت اللہ کی تعمیر فرمائی۔

سفرِ حج سے پہلے کرنے والے کام

مولانا محمد الیاس صاحب جامعی
استاذ تفسیر جامعہ نورالہدیٰ نیلور و رکن ریاستی حج کمیٹی آندھراپردیش

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ سفرِ حج کے متعلق ہر شخص سے باتیں نہ پوچھا کرو، کیونکہ آج کل اخباروں میں واہی تباہی روایتیں، راستہ کے خطرناک ہونے یا نہ ہونے کے متعلق شائع ہوتی رہتی ہیں، ان خبروں پر اعتماد نہ کرنا چاہئے، بلکہ کسی ایک شخص پر اعتماد کر کے جو قابل اعتماد ہو اس کے مشورہ پر عمل کرنا چاہئے۔

حج کے مسائل واحکام سے ناواقفیت کی وجہ سے بعض ایسی غلطیاں ہوجاتی ہیں کہ حج ہی فاسد ہوجاتا ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ جب حج کو جانے لگے خصوصاً جو علماء حج کر آئے ہیں پہلے ان سے مشورہ کرے، مطوّف کی تعین کے متعلق، مطوّف ایسے شخص کو مقرر کیا جائے جو احکام حج سے پورا باخبر ہو اور اپنے معلومات کی وجہ سے اپنے حجاج کے افعالِ حج کا پورا نگراں اور مطلع کرنے والا ہو۔

حج کے مسائل اردو تلگو اور انگریزی سائل میں موجود ہیں، حج کے موقع پر حج کے مسائل بیان کرنا زیادہ مفید نہیں کیونکہ حج کے مسائل یاد ہی نہیں رہتے اور اگر کسی کو یاد بھی ہوں تب بھی وہاں جاکر نئے استاذ کی ضرورت ہوتی ہے وہاں سب پڑھا لکھا بھول جاتا ہے معلم کے بغیر کام نہیں چلتا۔

حضرات! حج کو جایئے مگر اکسیر بن کر جایئے اور میں آپ کو اکسیر بننے کا طریقہ بھی بتلاتا ہوں، اور وہ یہ ہے کہ کسی کیمیا گر (یعنی شیخ کامل مربی، علماء) سے تعلق پیدا کرلو، کیمیا گر سے میری مراد لنگوٹی باندھنے والے نہیں ہیں، بلکہ باطن کے کیمیا گر مراد ہیں، جن کو اہل اللہ شیخ کامل پیرومرشد، عالم کہتے ہیں۔

پارس ایک پتھر ہوتا ہے اس کی خاصیت یہ ہے کہ جہاں لوہے کو اس سے مس کیا جائے تو فوراً سونا بن جاتا ہے، اہل اللہ کی تو یہ خاصیت مشاہد ہے، پارس میں یہ بات ہو یا نہ ہو، اہل اللہ کی صحبت سے توبہ نصوح حاصل ہوجاتی ہے، جس سے پہلی تمام گندگیاں دھل جاتی ہیں پس ہم کو چاہئے کہ کسی اللہ والے سے تعلق پیدا کر کے حج کو جائیں اس کی صحبت سے ہم کو خالص توبہ (pure) کی توفیق عطا ہوگی، توبہ کر کے جائیں گے تو پھر حج کا اثر یہ ہوگا کہ پہلے سے زیادہ ہم کو اعمالِ صالحہ کی توفیق ہوگی، میرا یہ مطلب نہیں کہ مرید ہوکر جاؤ اس کی ضرورت نہیں صرف محبت کا تعلق اور چند روزہ صحبت کی ضرورت ہے۔

اصلاح نفس کے لئے کس کی صحبت کرے؟

حج سے پہلے کس کی صحبت اختیار کرنے کی ضرورت ہے؟ اس کے لئے آپ کو یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ وہ شخص کامل ومقبول ہے یا نہیں؟ اگر وہ کامل ومقبول تو حج سے پہلے اس کی صحبت ضرور بالضرور اختیار کرے ورنہ نہیں، صاحب کامل ہونے کی یہ علامتیں ہیں، جس شخص میں یہ علامتیں پائی جائے وہ مقبول اور کامل ہے اس کے پاس جائے اور اس کی صحبت سے مستفیض ہوئیے، اور وہ علامات یہ ہیں:۔

۱۔ بقدضرورت علم دین جانتا ہو۔۲۔ شریعت پر پوری طرح کاربند (یعنی عمل کرنے والا) ہو، اس کا عمل عقیدے اور عادتیں سب شریعت کے موافق ہوں۔۳۔ اس میں یہ بات ہو کہ جس بات کو خود جانتا نہ ہو اس بارے میں اپنے سے بڑے علماء سے رجوع کرتا ہو۔۴۔ دنیا کی حرص نہ رکھتا ہو، اور اپنے کامل (ولی اللہ) ہونے کا دعویٰ نہ کرتا ہو، کیونکہ یہ بھی دنیا کی ایک شاخ ہے۔۵۔ کسی کامل پیر کے پاس (خانقاہ میں) کچھ دن تک رہا ہو۔۶۔ اپنے سے بڑے علماء سے اس کی وحشت نہ ہو۔۷۔ اس میں غلط کام کے روک ٹوک کی عادت ہو مریدین اور متعلقین کو ان کی حالت پر نہ چھوڑ دیتا ہو، بلکہ کوئی بری بات دیکھتا یا سنتا ہو تو روک ٹوک کرتا ہو، اپنے مریدوں اور ماتحتوں کی تعلیم و تربیت دل سے کرتا ہو۔۸۔ خود بھی ذکر و شغل کرتا ہو کیونکہ اس کے بغیر تعلیم میں فائدہ نہیں ہوتا۔۹۔ اس کی صحبت میں یہ برکت ہو کہ اس کے پاس بیٹھنے سے دنیا کی محبت کم ہوتی ہو اور اللہ کی محبت زیادہ معلوم ہوتی ہو، دین کا جذبہ وشوق اور آخرت کی فکر پیدا ہوتی ہو۔۱۰۔ اس کے جو مریدین ہیں اکثر کا یہ حال ہو کہ شریعت کے پابند ہوں اور ان میں دنیا کی طمع لالچ نہ ہو۔۱۱۔ عام لوگوں کے مقابلہ میں خاص لوگ یعنی جو دیندار اور سمجھدار ہیں وہ اس کے زیادہ قریب ہو نہ دنیادار و مالدار۔۱۲۔ اس کی طرف صلحاء اور دین کے سمجھنے والے لوگ زیادہ متوجہ ہوں اس کے زمانہ میں جو عالم اور درویش منصف مزاج ہوں وہ اس کو اچھا سمجھتے ہوں اور یہ کمال کی بڑی علامت ہے۔ (ماخود۔ از۔ امداد الحجاج ۱۲۰)۔ اس لئے ہمارے بزرگ عالمِ دین حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ نے بطور مشورہ کہ یہ گذارش کی ہے کہ حج بیت اللہ سے پہلے کم از کم ایک چلہ جماعت میں لگالیں تاکہ اوپر کی ساری چیزیں پیدا ہو جائیں۔

حج سے پہلے سچی توبہ کی ضروت

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًاعَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ
وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔ (سورة التحریم ۔۸)۔

اے ایمان والوتم اللہ کے آگے توبہ کرو، امید (یعنی وعدہ) ہے کہ تمہارا رب اس توبہ کی بدولت تمہارے گناہ معاف کردیگا، اور تم کو جنت کے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ (بیان القرآن)۔

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے توبہ کا حکم دیا ہے فرماتے ہیں کہ اے ایمان والوں اللہ کی جانب خالص رجوع کرو، یعنی اے ایمان والوں اللہ کی طرف متوجہ ہوجاؤ یہی توبہ کی حقیقت ہے ترجمہ پر غور کیجئے اور خدا تعالیٰ کے احسان وعنایت کو ملاحظہ فرمایئے کہ یوں نہیں فرمایا کہ بالکل گناہ ہی نہ کرو، بلکہ یہ فرمایا کہ اگر گناہ ہوجائے تو توبہ کرو۔

اس میں کوئی دقت نہیں ہے اس سے تو ہمت نہ ہارنی چاہیئے، شریعت کی آسانی ملاحظہ فرمایئے اول تو یہ ہے کہ بد پرہیزی کرکے بیمار ہی نہ پڑو، اور اگر بیمار پڑ جاؤ تو دوائی پی لو، توبہ تو ترکِ معصیت کے ارادہ (یعنی تمام گناہوں کو چھوڑنے کا ارادہ کرلینے) کا نام ہے، جب آدمی چاہے تو ایک منٹ میں ہوجائے، شکایت اسی کی ہے کہ اس سے غفلت کیوں ہے جب نیک اعمال (حج وعمرہ وغیرہ) کئے جاتے ہیں، اور ان کے واسطے مشقت اٹھائی جاتی ہے، اور (اپنے دنیاوی کاموں کا) حرج کیا جاتا ہے تو ان کو اس طرح کیوں نہ کیا جائے کہ کامل کہلائیں، اور وہ طریقہ یہی ہے کہ معاصی (یعنی تمام گناہوں) سے توبہ کرلو۔ (امدادالحجاج ۱۲۳)۔

توبہ سب اعمال میں کمال اور نورانیت پیدا کرنے کے لئے پہلی شرط اور تمام اعمال کی بنیاد ہے، اس کو صحیح طریقہ سے کرتے نہیں اسی واسطے کسی عمل میں نورانیت نہیں ہے، محققین کے نزدیک توبہ شرط کمال ہے یعنی کسی عمل میں توبہ کے بغیر نورانیت نہیں ہوگی گو عمل مقبول ہوجائے، یعنی نفس عمل قبول ہوجائے گا، مگر اس میں نورانیت نہیں ہوسکتی جیسے ایک باورچی ہو کہ وہ آقا کی نافرمانی کرتا ہے اور آقا اس سے ناراض بھی ہے لیکن آقا مخیر (اور فراخ دل) ایسا ہے کہ اس کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا کھالیتا ہے یہ صفت رحم وعفو کی ہے، مگر اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آقا دل کشیدہ ہے، اور خود باورچی کا دل بھی دکھا ہوا ہے، کھانا کھلاتا ہے مگر کھل کر بات بھی نہیں کرسکتا، سو ایسا شخص آقا کے سامنے غیر مطیع اور نافرمان ہونے کی حالت میں حلاوت اور فرحت اور نشاط، توبہ اور کوتاہیوں سے معافی ملے بغیر نہیں پاسکتا،

اسی طرح حج کا معاملہ ہے ہمارا عمل ایسا ہو جسے اللہ تعالیٰ خوشی سے قبول فرمالے اور اپنے فرشتوں پر فخر بھی کرے کہ دیکھو میرا بندہ کا عمل، اگر ایسا عمل تھوڑا بھی ہوگا، لیکن اللہ کی رضا اور انعامات لامحدود ہوں گے، اور اگر ہمارا عمل ہمارا حج لاکھوں کروڑوں کا ہوگا لیکن توبہ اور صحیح نہج نہ ہو، تو یہ لاکھوں کروڑوں روپیہ حج کے فرضیت کو تو ساقط کردیں گے لیکن اللہ کی رضا سے (جو اصل مقصود ہے) ہمارا حج خالی ہوگا۔ العیاذ باللہ۔

توبہ کا طریقہ حدیث پاک میں وارد ہے اور اس طریقہ کے مطابق توبہ کرنے سے کامل درجہ کی توبہ ہوتی ہے، وہ طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نفل پڑھو، پھر حق تعالیٰ کے سامنے الحاح وزاری کرو، رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بنا کر مانگو، اس پر حق تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ توبہ قبول فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔ هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ۔ اور وہی جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔

ایک اور آیت میں اس سے بھی زیادہ بلیغ لفظ میں ارشاد ہے:۔

اَلَمْ یَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ ھُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِہٖ کیا ان کو یہ خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔

حج سے پہلے حقوق العباد کی ادائیگی

مولانا محمد الیاس صاحب جامعی
استاذ تفسیر جامعہ نورالہدیٰ نیلوروکن ریاستی حج کمیٹی آندھراپردیش

حدیث شریف میں آیا ہے:۔ اَلْحَجُّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ

یعنی حج گذشتہ تمام گناہوں کو ختم کردیتا ہے، اس حدیث پاک میں لفظ'' ما'' بظاہر عام ہے مگر یہ اپنے عموم پر باقی نہیں اس سے حقوق العباد مستثنیٰ ہیں، کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے پوچھا یارسول اللہ اگر میں شہید ہوجاؤں تو میرے سارے گناہ معاف ہوجائیں گے؟ حضورﷺ نے فرمایاہاں! سب معاف ہوجائیں گے، اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا''یا رسول اللّٰہ اِلَّا الدَّین ''یعنی سارے گناہ تو معاف ہوجائیں گے مگر قرض معاف نہیں ہوگا (جس میں بندوں کے حقوق بھی شامل ہیں، جیسے کسی کو گالی دینا کسی مارنا کسی کے مال کو کھاجانا وغیرہ امور جو بندوں سے متعلق رکھتے ہوں معاف نہیں ہوتے) حضورﷺ نے سائل کو واپس بلایا اور فرمایا کہ قرض معاف نہیں ہوگا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ابھی مجھ سے فرمایا ہے، نیز مستدرک حاکم میں عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مرفوعاً مروی ہے رسول اللہﷺ نے ارشادفرمایا يُغْفَرُ لِلشَّهِيْدِ كُلُّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّيْنَ کہ شہید کا ہر گناہ معاف کردیا جائیگا لیکن قرض معاف نہ ہوگا، پس جب شہادت سے بھی قرض ودیگر حقوق العباد معاف نہیں ہوتے حالانکہ شہادت کا درجہ بہت بڑا ہے تو حج سے بھی دین معاف نہیں ہوگا۔ امدادالحجاج ۱۳۳/۔

اور حقوق العباد تو اسلام لانے سے بھی معاف نہیں ہوتے اسلام لانے سے سب گناہ معاف ہوجاتے ہیں چاہئے وہ صغیرہ (چھوٹے) گناہ ہو یا کبیرہ (بڑے) گناہ ہو، مگر حقوق العباد معاف نہیں ہوں گے، کیونکہ ذنوب (گناہ) اور ہیں، حقوق اور ہیں۔

اس لئے اس کی سخت ضرورت کا کہ ہم حج کے سفر سے پہلے کسی کا حق باقی ہے تو اس کی ادا کرے اور اگر ادانہیں کرسکتے تو اس سے وقت کا مطالبہ کرے، اور اگر کسی پر ظلم وستم کیا ہو کسی کو ماراپیٹا ہو، کسی کو گالی گلوج دیا، کسی سے رشتہ ناطہ توڑ لیا ہو، کسی اپنو سے بغض یا کنا ہو تو جلد از جلد ان سے معاف کروالے، ان سے بات چیت شروع کردے، ورنہ ایسے نہ ہو کہ لاکھوں روپیہ سے ہم حج کرے اور یہ حج والا عمل ہمیں جنت میں لے جانے سے اور اللہ تعالیٰ کی رضا دلوانے سے قاسر رہ جائے۔

اللہ تعالیٰ ان برکات کو پانے کی توفیق عطا فرمائے، اور ان سخت وعیدوں سے ہماری اور ساری امتِ مسلمہ کی تاقیامت حفاظت فرمائے، اور جو لوگ حج کررہے ہیں اور حج کئے ہیں، ان سارے لوگوں کے حج کو حج مبرور حج مقبول کرے، اور جتنے بھی لوگ حج کی استطاعت ہونے کے باوجود حج سے غافل ہیں اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کو حج کرنے کی ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔ (امدادالحجاج ۱۳۹/)۔